(S_2006_10_922_931)

سپریم کورٹ رپورٹس (2006) SUPP.10 ایس سی آر

پٹیل جویتارام کجلیداس اور دیگران

بنام

خصوصی حصول اراضی آفسر و دیگر

13 دسمبر 2006

(بی۔ پی۔ سنگھ اور التمس کبیر، جسٹسز)

حصول اراضی کا قانون، 1894-دفعہ 23(1اے) اور 23(2)-تسلیاتی رقم پر سود-عدالت عظمیٰ کے فیصلے کے پیش نظر حوالہ عدالت کے ذریعے حق سے انکار-حصول اراضی کے دفتر کے ذریعے عدالت عالیہ میں اپیل (مثال کے طور پر-عدالت عالیہ کے سامنے سود کا دعوی نہیں-متنازعہ حکم کے فیصلے کی تاریخ پر، عدالت عظمیٰ کے ذریعے تسلیاتی رقم پر سود کی منظوری دینے کا فیصلہ-تسلیاتی رقم پر سود کے لیے اس عدالت میں اپیل-اس بنیاد پر سوال کی گئی اپیل کو برقرار رکھنا کہ ایسی عرضی عدالت عالیہ کے سامنے نہیں اٹھائی گئی-منعقد ہوئی: اگرچہ دعویداروں کو عدالت عالیہ کے سامنے اس طرح کا دعوی اٹھانا چاہیے تھا لیکن اس حقیقت کے پیش نظر قابل قبول اپیلیں کہ وہ عدالت عالیہ کے سامنے دعوی نہیں اٹھا سکتے تھے کیونکہ انہیں اس طرح کے فائدے کا حق دینے والا فیصلہ منظور کیا گیا تھا۔اس تاریخ کو جب متنازعہ فیصلہ منظور کیا گیا تھا،بی اس لیے دعویدار دعوے کے حقدار ہیں۔

حصول اراضی کے معاملے میں، ریفرنس کورٹ نے دعویداروں کو معاوضے میں اضافہ کیا لیکن پریم ناتھ کپور و دیگر بنام نیشنل فرٹیلائزر کارپوریشن آف بھارت لمیٹڈ اور دیگران (1996) 2 ایس سی سی 71 کے فیصلے کے پیش نظر حصول اراضی کے قانون کی دفعات 23(1اے) اور 23(2) کے تحت سود دینے سے انکار کر دیا۔معاوضے میں اضافے کے خلاف، حصول اراضی کے افسر نے اپیل دائر کی اور اسے عدالت

عالیہ نے مسترد کر دیا جو موجودہ اپیل میں اعتراض ہے۔ اس میں دعویداروں نے تسلیاتی رقم پر سود کے حوالے سے کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ عدالت عظمیٰ کی ایک معاوضہ بنچ نے فیصلہ دیا کہ سود پر سود قابل ادائیگی ہے۔ متنازعہ فیصلے اور آئینی بنچ کے فیصلے کی تاریخ ایک ہی تھی۔ لہٰذا تسلیاتی رقم پر موجودہ اپیل معاوضہ کا سود۔

اپیلوں کی منظوری دیتے ہوئے عدالت نے:

فیصلہ: عدالت عالیہ کو معاملے پر صرف ایک رسمی بات ہوگی کیونکہ سندر کے معاملے میں طے شدہ قانون کو مدنظر رکھتے ہوئے، عدالت عالیہ دفعہ 23(1اے) کے تحت قابل ادائیگی اضافی رقم اور ایکٹ کے دفعہ 23(2) کے تحت قابل ادائیگی سود پر سود دینے کا پابند ہے۔ مزید برآں، ان رقوم پر سود کی منظوری نتیجہ خیز اور خودکار ہے اور اس میں صرف ریاضی کا حساب ہوتا ہے نہ کہ عدالتی ذہن کا اطلاق یا عدالتی معاوضہ کا استعمال۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اپیل گزاروں کو عدالت عالیہ کے سامنے اس طرح کا دعویٰ کرنا چاہیے تھا، یہاں تک کہ ریاست کی طرف سے پیش کردہ اپیلوں میں بھی۔ لیکن اپیل گزاروں کے ساتھ انصاف کے ساتھ یہ تسلیم کیا جانا چاہیے کہ عدالت عالیہ کے سامنے اپیلوں کے زیر التواء ہونے کے دوران پریم ناتھ کپور کے معاملے میں طے شدہ قانون نے اس میدان کو برقرار رکھا اور اس لیے ان کے لیے سود کا دعویٰ کرنا بے سود ہوتا۔ دعویدار عدالت عالیہ کے سامنے اس طرح کی درخواست دائر کر سکتے تھے اگر سندر میں فیصلہ اس وقت سنایا جاتا جب اپیل سی عدالت عالیہ کے سامنے زیر التوا ہوتی۔ بدقسمتی سے، وہ ایسا نہیں کر سکے کیونکہ سندر میں فیصلہ اور ریاست کی طرف سے عدالت عالیہ کے سامنے پیش کی گئی اپیلوں میں متنازعہ فیصلہ اسی دن سنایا گیا تھا۔ ان حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے، جو اس کیس کے لیے مخصوص ہیں، اپیل گزاروں کی طرف سے پیش کی جانے والی اپیلوں کو انصاف کے مفاد میں خصوصی معاملہ کے طور پر منظوری دی جاتی ہے۔ اس کے مطابق، اپیل کنندگان حصول اراضی کے قانون کی دفعہ 23(1اے) اور دفعہ 23(2) کے تحت ان کو ادا کی جانے والی رقوم پر سود کے حقدار ہیں۔ (1930-ڈی-ایچ،931-اے)

سندر بنام یونین آف بھارت، 7 120011 ایس سی سی 211، اس کے بعد آیا۔

یونین آف بھارت بنام شری رام مہرا اور دیگران 1 1,19731 ایس سی سی 109؛ پیریار اور پریکنی ربرز لمیٹڈ بنام ریاست کیرالہ[4 19911 ایس سی سی 195؛ میر فضلاتھ حسین اور دیگران بنام خصوصی ڈپٹی کلکٹر، حصول اراضی حیدرآباد، 3 119951 ایس سی سی 208؛ پریم ناتھ کپور و دیگر بنام نیشنل فرٹیلائزر کارپوریشن آف بھارت لمیٹڈ اور دیگران (1996) 2 ایس سی سی 71؛ قانونی نمائندوں کے ذریعہ یادو راو پی پٹھڑے اور دیگران بنام ریاست مہاراشٹر، 2 119961 ایس سی سی 570، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار فیصلہ : 2006 کی دیوانی اپیل نمبر 5785۔

احمد آباد میں عدالت عالیہ آف گجرات کے حتمی فیصلے اور حکم سے پہلی اپیل نمبر 1320 سے 1356، 1358 سے 1363 اور 2001 کے 1365 سے 1395 تک۔

کے ساتھ

دیوانی اپیل نمبر۔ 2006 کا 5786-5805۔

جواب دہندگان کے لیے سنیل گپتا، پرتاپ کالرا، ہریش جے جھاویری۔

جواب دہندگان کے لیے یو یوللت، رمیش سنگھ رتمک پانڈا، شیونگی، ہیمنتیکا وہی، آشیش ورما، کے آر ساسپر بھو۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

خصوصی اجازت دی گئی۔

اپیلوں کے اس بیچ میں واحد سوال جو غور کے لیے آتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا یہاں اپیل کنندگان عدالت عالیہ کے فیصلے اور حکم کو مسترد کرتے ہوئے اس عدالت کے سامنے خصوصی اجازت کے لیے درخواست برقرار

رکھنے کے حقدار ہیں جس نے حصول اراضی کے قانون کی دفعہ 18 کے تحت ریفرنس کورٹ کے نتائج کی تصدیق کی ہے۔اپیل گزاروں کا موقف ہے کہ عدالت عالیہ کو، یہاں تک کہ خصوصی حصول اراضی کے افسر کی طرف سے پیش کردہ اپیلوں میں بھی، حصول اراضی کے قانون کی دفعہ 23(2) کے تحت قابل ادائیگی رقم پر سود دینا چاہیے تھا۔دوسری طرف معاوضہ علیہ کا دعوی ہے کہ اپیلوں کو خصوصی حصول اراضی کے افسر نے عدالت عالیہ کے سامنے پیش کیا تھا جس میں یہاں اپیل کنندگان معاوضہ علیہان تھے۔خصوصی حصول اراضی کے افسر کی طرف سے پیش کی گئی اپیلیں عدالت عالیہ کی طرف سے مسترد ہونے کے بعد، اپیل گزاروں کو عدالت عالیہ کے فیصلے اور حکم سے ناراض فریق نہیں کہا جا سکتا۔عدالت عالیہ کے سامنے انہوں نے معاوضہ پر سود کی منظوری کے لیے درخواست بھی نہیں کی تھی اور اس لیے انہیں اس طرح کی راحت کا دعوی کرتے ہوئے خصوصی اجازت کے ذریعے اس عدالت میں جانے کی منظوری نہیں دی جا سکتی۔

ان کی طرف سے یہ معاوضہ نہیں ہے کہ اگر واقعی اس طرح کا معاوضہ یا تو کلکٹر کے سامنے یا حصول اراضی کے قانون کی دفعہ 18 کے تحت معاملے سے نمٹنے والی ریفرنس کورٹ کے سامنے کیا گیا تھا، قانون کو مدنظر رکھتے ہوئے جیسا کہ اب اس عدالت کے فیصلے سے طے ہوا ہے، اپیل گزاروں کو معافی پر سود دینے کا پابند تھا۔

ان اپیلوں کو نمٹانے کے لیے چند حقائق جو متعلقہ ہیں وہ درج ذیل ہیں:-

حصول اراضی کے قانون، 1894 (جسے اس کے بعد "ایکٹ" کہا گیا ہے) کی دفعہ 4 کے تحت پانچ نوٹیفکیشن گجرات کے ضلع مہسانہ کے گاوں ویکارا میں واقع زمینوں کے حصول کے لیے شائع کیے گئے تھے۔اپیل کنندگان ان زمینوں کے زمیندار ہیں جو مذکورہ نوٹیفکیشن کے ذریعے حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔خصوصی حصول اراضی کے افسر نے آبپاشی شدہ زمینوں کے لیے 24,000 روپے فی ہیکٹر (2.40 روپے فی مربع میٹر) اور 16,000 روپے فی ہیکٹر معاوضے کی پیشکش کی۔غیر آبپاشی والی زمینوں کے لیے ہیکٹر (1.60 روپے فی مربع میٹر)۔اپیل گزاروں نے ایکٹ کی دفعہ 18 کے تحت حوالہ کا دعوی کیا اور 30 روپے فی مربع میٹر معاوضے کا مطالبہ کیا۔ 20 اپریل 2000 کے اپنے فیصلے اور حکم سے

حصول اراضی کے قانون کی دفعہ 18 کے تحت ریفرنس کورٹ نے اپیل گزاروں کی زمینوں کی بازار قیمت 22 روپے فی مربع میٹر مقرر کی۔ تاہم، اس نے حصول اراضی کے قانون کی معاوضہ 23(1اے) اور معاوضہ 23(2) کے تحت قابل ادائیگی رقم پر سود نہیں دیا، یعنی اضافی رقم اور معاوضے کے طور پر قابل ادائیگی رقم پر۔ پریم ناتھ کپور و دیگر بنام نیشنل فرٹیلائزر کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ اور دیگران (1996) 2 ایس سی سی 71 میں اس عدالت کے فیصلے کے بعد ریفرنس کورٹ نے فیصلہ دیا کہ ایکٹ کی دفعات 23(1اے) اور 23(2) کے ذریعے تصور کردہ رقوم کے سلسلے میں کوئی سود قابل ادائیگی نہیں ہے۔

ناراض ہوئے اپیل گزاروں کو قابل ادائیگی معاوضے میں اضافہ کرنے والے ریفرنس کورٹ کے فیصلے اور حکم کے ذریعے، اسپیشل حصول اراضی آفیسر نے احمد آباد میں گجرات عدالت عالیہ کے سامنے 2001 کی پہلی اپیل نمبر 1320 سے 1395 کو ترجیح دی جسے 19 ستمبر 2001 کے عدالت عالیہ کے فیصلے اور حکم سے نمٹا دیا گیا۔ عدالت عالیہ نے ریفرنس کورٹ کی طرف سے معاوضے کے تعین میں مداخلت کرنے کی کوئی وجہ نہیں پائی اور اسی کے مطابق اپیلوں کو مسترد کر دیا۔

دعویداروں کی طرف سے فوری خصوصی اجازت کی استدعایں دائر کی گئی ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ عدالت عالیہ کو ایکٹ کی دفعات 23(1اے) اور 23(2) کے تحت قابل ادائیگی رقم پر سود دینا چاہیے تھا۔ یہ ان کا معاملہ ہے کہ ان رقوم پر قابل ادائیگی سود کو عدالت کے ڈگری میں شامل کیا جانا چاہیے چاہے اس کے لیے کوئی استدعا نہ کی گئی ہو کیونکہ ایکٹ کلکٹر کو کلکٹر یا عدالت کی طرف سے مقرر کردہ رقم پر اس طرح کا سود ادا کرنے کا پابند کرتا ہے۔ اس طرح کا سود دینے کے لیے عدالتی صوابدید استعمال کی ضرورت نہیں ہے۔ قابل ادائیگی سود کا حساب لگانے کے لیے صرف ایک ریاضی کی مشق کرنی پڑتی ہے۔ لہذا، وہ پیش کرتے ہیں کہ عدالت عالیہ کو ایکٹ کی دفعہ 23(1اے) اور 23(2) کے تحت قابل ادائیگی رقوم پر اپیل گزاروں کو سود دینے کا حکم جاری کرنا چاہیے تھا، چاہے دعویدار کے ذریعے اس کے سامنے کوئی باضابطہ دعوی نہ کیا گیا ہو۔

اپیل گزاروں کے جمع کرانے کی تعریف کرنے کے لیے چند دیگر حقائق پر توجہ دینا ضروری ہے۔

یہ سوال کہ کیا دفعہ 23(1اے) کے تحت قابل ادائیگی اضافی رقم پر اور ایکٹ کے دفعہ 23 (2) کے تحت معاوضہ پر سود قابل ادائیگی ہے، یونین آف بھارت بنام شری رام مہر اور دیگر، (1973)1 ایس سی سی 109 میں اس عدالت کے سامنے غور کے لیے آیا۔ اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ" نرخ بازار" معاوضے کی رقم کے تعین میں شمار کیے جانے والے اجزاء میں سے صرف ایک ہے۔ معاوضہ زمین کی" نرخ بازار" کا حصہ نہیں تھا۔ اس طرح، ایکٹ کے دفعہ 23(ل) میں لفظ" معاوضہ" زمین کی" نرخ بازار" اور معاوضہ پر مشتمل ہے جو حصول کی لازمی نوعیت پر غور رہے۔ رام مہر میں طے شدہ اصول پر عمل کرتے ہوئے، پیریار اور پریکنی ربڑ لمیٹڈ بنام ریاست کیرالہ، (1991) 4ایس سی سی 195 کے معاملے میں اس عدالت کی دو ججوں کی بنچ نے اس خیال کی تصدیق کی کہ معاوضہ ایکٹ کے تحت تسلیاتی رقم پر سود کا حقدار ہے۔

تاہم، میر فزلتھ حسین اور دیگران بنام خصوصی ڈپٹی کلکٹر، حصول اراضی حیدر آباد، (1995) 3ایس سی سی 208 میں، اس عدالت کے تین ججوں کے بنچ نے فیصلہ دیا کہ معاوضہ فیصلہ کا حصہ نہیں ہے اور لہذا سود اس پر قابل دعوی نہیں ہے۔ اسی نظریے کو پریم ناتھ کپور (اوپر) اور بعد میں یادو راو پی پٹھڑے میں قانونی نمائندوں اور دیگران بنام ریاست مہاراشٹر، (1996) 2ایس سی سی 570 میں اس عدالت کے تین ججوں کے بنچ نے دہرایا تھا۔

(2001) 7ایس سی سی 211 کے فیصلوں کے تنازعہ کی وجہ سے۔ عدالت عظمیٰ کا فیصلہ 19 ستمبر 2001 کو سنایا گیا۔ یہ ایک اتفاق ہے کہ اس فوری معاملے میں عدالت عالیہ کا متنازعہ مشترکہ فیصلہ بھی 19 ستمبر 2001 کو سنایا گیا تھا، اسی دن سندر کے معاملے میں عدالت عظمی کے بڑے بنچ کا فیصلہ سنایا گیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ ایکٹ کی دفعہ 23(1اے) کے ساتھ ساتھ 23(2) کے ذریعے تصور کی گئی رقم پر سود قابل ادائیگی تھا۔

جواب دہندگان کے وکیل کا موقف ہے کہ اپیل گزاروں کو اس عدالت کے سامنے دعوی کرنے کی منظوری دینے کی کوئی وجہ نہیں ہے جو انھوں نے عدالت عالیہ کے سامنے نہیں کی تھی۔ ان رقوم پر سود دینے کے ان کے دعوے کو ریفرنس کورٹ نے پریم ناتھ کپور کے معاملے میں اس عدالت کے پہلے فیصلے پر بھروسہ کرتے ہوئے مسترد کر دیا تھا۔ اپیل گزاروں نے ریفرنس کورٹ کے حکم کے اس حصے کے خلاف اپیل نہیں

کی اور اس لیے انہوں نے ایکٹ کی دفعہ 23 کے تحت ادا کی جانے والی اضافی رقم اور واجب الادا رقم پر سود کا معاوضہ کرنے کا اپنا حق ترک کر دیا ہے۔

دوسری طرف اپیل گزاروں کا کہنا ہے کہ اس وقت جب دفعہ 18 کے تحت ریفرنس کا فیصلہ عدالت نے کیا تھا، پریم ناتھ کپور کے فیصلے نے میدان سنبھالا تھا اور اس لیے عدالت عظمیٰ کے اس فیصلے کے مطابق حکم کے اس حصے کے خلاف اپیل کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا تھا۔ اس کے باوجود، وہ عدالت عالیہ کے سامنے اس طرح کا دعوی اس وقت کر سکتے تھے جب اسپیشل حصول اراضی آفیسر کی طرف سے پیش کردہ اپیل کی سماعت ہو رہی تھی۔ بدقسمتی سے اس وقت تک سندر کے معاملے میں عدالت عظمیٰ کا فیصلہ نہیں سنایا گیا تھا۔ یہ محض اتفاقیہ ہے کہ عدالت عالیہ کا متنازعہ مشترکہ فیصلہ اور حکم اور سندر کے معاملے میں فیصلہ اسی دن سنایا گیا اور اس لیے عدالت عالیہ کی طرف سے اپیلوں کے نمٹارے کے بعد ہی اپیل گزار سندر کے معاملے میں فیصلے کی طاقت پر ان رقوم پر سود کا دعوی کر سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے آئین بھارت کے آرٹیکل 136 کے تحت اس عدالت کے خصوصی دائرہ اختیار کا مطالبہ کیا ہے۔

اپیل گزاروں نے شری وجے کاٹن اینڈ آئل ملز لمیٹڈ بنام ریاست گجرات، (1991) 1 ایس سی سی 262 میں کیے گئے مشاہدات پر بہت زیادہ انحصار کیا۔ یہ ایک ایسا معاملہ تھا جہاں حکومت نے 19 نومبر 1949 کو مالکان کے ساتھ ایک معاہدے کے تحت کچھ زمینوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس نے مذکورہ زمین پر ڈھانچہ کھڑا کیا لیکن اس کے مالکان کو بدلے میں زمین نہیں دی۔ یکم فروری 1955 کو ایکٹ کی دفعہ 6 (ل) تحت ایک نوٹیفکیشن جاری کیا گیا جس میں اعلان کیا گیا کہ زمین عوامی مقصد کے لیے درکار ہے۔ کلکٹر نے معاوضے کے طور پر روپے 5075.44 دیے۔ زمین کے مالک نے ایکٹ کی دفعہ 18 کے تحت حوالہ طلب کیا۔ عدالت نے دفعہ 18 کے تحت ریفرنس کا فیصلہ کیا اور پایا کہ معاوضہ ایکٹ کے سیکشن 6 کے تحت نوٹیفکیشن کی تاریخ پر زمین کی نرخ بازار کی بنیاد پر معاوضے کا حقدار ہے۔ اس کے مطابق اس نے یکم فروری 1955 سے 3 روپے فی مربع گز کے معاوضے کے ساتھ ساتھ تسلیاتی رقم 15 فیصد اور سود 6 فیصد کے حساب سے دیا۔ عدالت کے فیصلے کو ریاست نے چیلنج کیا جس نے عدالت عالیہ کے سامنے اپیل کو ترجیح دی۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ زمین کی نرخ بازار کے تعین کی بنیاد پر معاوضے کا تعین کرنے کی متعلقہ تاریخ ایکٹ کی دفعہ 4(1) تحت نوٹیفکیشن کی تاریخ تھی اور چونکہ ایسا کوئی نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا گیا تھا اس

لیے ایکٹ کے تحت قابل ادائیگی معاوضے کی رقم کا تعین کرنا ممکن نہیں تھا۔ دعویدار عدالت عالیہ سے سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے بعد اس عدالت میں آئے اور آخر کار اس عدالت نے اپیل کی منظوری دے دی اور معاملے کو عدالت عالیہ کے پاس بھیج دیا جس میں کہا گیا کہ ایکٹ کے سیکشن 6 کے تحت نوٹیفکیشن کو ایکٹ کے سیکشن 4(1) اور سیکشن 6(1) تحت ایک جامع نوٹیفکیشن کے طور پر مانا جائے اور اس لیے عدالت اس دن قانونی طور پر زمین کی نرخ بازار کا فیصلہ دے سکتی ہے۔ اس کے بعد عدالت عالیہ نے ریاست کی طرف سے پیش کی گئی اپیل کو قبول کرلیا اور حاصل شدہ زمین کی قیمت 3 روپے فی سی مربع گز سے کم کر کے 1.35 روپے فی مربع گز کر دی، تاہم دعویدار کے فروری 1955 کے بجائے 19 نومبر 1949 سے سود کے دعوے کو مسترد کر دیا۔ لہذا دعویداروں نے ایک اپیل کو ترجیح دی جس میں مذکورہ فیصلہ دیا گیا تھا۔

اس عدالت نے محسوس کیا کہ ریاست نے 3 روپے فی مربع گز کے معاوضے کے فیصلے کے خلاف عدالت عالیہ میں اپیل دائر کی تھی لیکن اپیل کنندہ/ دعویدار نے ایوارڈ کے اس حصے کے خلاف کوئی اپیل دائر نہیں کی جو اس کے خلاف گیا اور سود کی رقم کو 19 نومبر 1949 کے بجائے فروری 1955 سے محدود کر دیا۔ اپیل کنندہ نے مختلف عذراتات دائر کیے لیکن انہیں وقت کی پابندی کے طور پر مسترد کر دیا گیا۔ عدالت عالیہ نے دفعات 23(1)، 26، 27 اور 28 کی تشریح پر یہ نتیجہ اخذ کیا کہ دعویداروں کو قابل ادائیگی سود معاوضے کی رقم کے ساتھ ایوارڈ - ڈگری کا حصہ ہونا چاہیے اور اس طرح یہ طریقہ کار کے اصولوں اور [نقل] کے تابع ہے۔ اس طرح، دعویداروں کے کراس عذراتات کو وقت کی پابندی کے طور پر مسترد کر دیا گیا ہے، یعنی! ریاست کی طرف سے ترجیحی اپیل میں دلچسپی کا دعوی نہیں کر سکتا تھا۔ عدالت عالیہ نے یہ بھی پایا کہ ریلیف کوری جوڈیکاٹا کے اصول کی وجہ سے روک دیا گیا تھا۔

عدالت عالیہ کے نتائج کو نوٹ کرنے کے بعد اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ ایکٹ کی دفعہ 18 کے تحت ایک حوالہ پر فریقین بنیادی طور پر زمین کی بازار قیمت کے تعین کے لیے مقدمہ چلاتے ہیں۔۔ جہاں تک سود کے انعام کا تعلق ہے، یہ فریقین کے درمیان کبھی کوئی مسئلہ نہیں ہوتا۔ ایک بار، ایکٹ کے دفعہ 28 یا دفعہ 34 کے تحت شرائط سود کے ایوارڈ یعنی نتیجہ خیز اور خود کار طور پر مطمئن ہو جاتی ہیں۔ اس عدالت نے مزید مشاہدہ کیا:-

"عدالت عالیہ نے معاملے کے نکتے کو سراہتے ہوئے ایکٹ کی دفعہ 34 کی لازمی دفعات پر غور نہیں کیا۔مذکورہ سیکشن خاص طور پر فراہم کرتا ہے کہ جب زمین پر قبضہ کرنے سے پہلے یا اس پر معاوضے کی رقم ادا نہیں کی جاتی ہے تو کلکٹر ایس پی ایل ادا کرے گا۔قبضہ سنبھالنے کی تاریخ سے 6 فیصد سالانہ پر سود۔سود کی ادائیگی اس شخص کے کسی دعوے پر منحصر نہیں ہے۔جس کی زمین حاصل کی گئی ہو۔سود کی ادائیگی کے حوالے سے فریقین کے درمیان کوئی تنازعہ یا کوئی فیصلہ نہیں ہوسکتا۔جب ایک بار دفعہ 34 کی دفعات کو اپنی طرف متوجہ کیا جاتا ہے تو کلکٹر کے لیے سود ادا کرنا واجب ہوتا ہے۔اگر وہ ایسا کرنے میں ناکام رہتا ہے تو اس کا دعوی عدالت سے ایکٹ کی دفعہ 18 کے تحت کارروائی میں یا اس کے بعد اپیلٹ عدالتوں سے بھی کیا جاسکتا ہے۔"

اس عدالت نے یہ بھی مشاہدہ کیا:-

"دفعات 28 اور 34 کے الفاظ میں یہ ظاہر کرنے کے لیے موروثی ثبوت موجود ہیں کہ ایکٹ کے معماروں کا ارادہ اس شخص کو سود کی ادائیگی کو یقینی بنانا تھا جس کی زمین حاصل کی گئی تھی اور مذکورہ ادائیگی کو طریقہ کار کے خطرات کے تابع کرنے کا ارادہ نہیں تھا۔دفعہ 34 میں کہا گیا ہے کہ" کلکٹر سالانہ 6 فیصد سود کے ساتھ دی گئی رقم ادا کرے گا"۔قانون سازی کا مینڈیٹ واضح ہے۔یہ کلکٹر کے لیے ایک ہدایت ہے کہ وہ کسی مخصوص صورت حال میں سود ادا کرے۔دفعہ 34 میں کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا ہے کہ سود کی رقم کو ایوارڈ فرمان میں شامل کیا جانا چاہیے جیسا کہ ایکٹ کے سیکشن 26 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 23(1) کے تحت تیار کیا گیا ہے۔اسی طرح دفعہ 28 میں کہا گیا ہے کہ" عدالت یہ ہدایت دے سکتی ہے کہ کلکٹر سود ادا کرے"۔یہاں بھی دفعہ 26 کے ساتھ پڑھے جانے والے دفعہ 23(1) کے تحت ایوارڈ کو دفعہ کے تحت سود کی ادائیگی سے الگ رکھا گیا ہے۔دفعہ 34 کے تحت اور دفعہ 28 کے تحت ادا کیا جانے والا سود ایکٹ کی دفعہ 23(1) کے تحت معاوضے کی رقم سے مختلف نوعیت کا ہے۔جب کہ سود، اگر ایکٹ کے تحت قابل ادائیگی ہے، ایکٹ کے تحت کارروائی کے کسی بھی مرحلے پر دعوی کیا جاسکتا ہے، سیکشن 23(1) کے تحت معاوضے کی رقم جو سیکشن 26 کے تحت ایک ایوارڈ فرمان ہے، طریقہ کار اور حد کے قواعد کے تابع ہے۔طریقہ کار کے اصول

انصاف کے دسترخوان ہوتے ہیں۔ طریقہ کار کی پریشانی ایکٹ کے تحت شہریوں کے بنیادی حقوق کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

اس لیے ہم عدالت عالیہ کے استدلال اور نتائج سے متفق نہیں ہیں۔ ہماری رائے ہے کہ اپیل کنندہ دعویدار کے لیے یہ ضروری نہیں تھا کہ اس نے ایکٹ کی دفعہ 28 یا دفعہ 34 کے تحت اپیچ سود کا دعوی کرنے کے مقاصد کے لیے عدالت عالیہ کے سامنے علیحدہ اپیل/کراس اعتراضات دائر کیے ہوں۔ وہ ریاستی اپیل میں دلچسپی کا دعوی کر سکتا ہے۔ یہ حقیقت کہ اس نے مختلف اعتراضات دائر کیے جنہیں وقت کی پابندی کے طور پر مسترد کر دیا گیا، مکمل طور پر غیر متعلقہ ہے۔"

مدعا علیہان کی جانب سے پیش ہوئے فاضل وکیل نے کہا کہ شری وجے کاٹن کے فیصلے کے لحاظ سے چاہے دعویداروں کو کسی بھی مرحلے پر سود کا دعوی کرنے کا حق ہو، انہیں اپیلوں کے نمٹارے سے پہلے کسی بھی وقت عدالت عالیہ کے سامنے ایسا دعوی کرنا چاہیے تھا۔ اگرچہ کسی خاص شکل میں اس طرح کا دعوی کرنا ضروری نہیں تھا، اور نہ ہی طریقہ کار کے قواعد اور نہ ہی حد کی سختی دعویداروں کے سود کا دعوی کرنے کے حق کو روکتی تھی، ان سے کم از کم کسی نہ کسی شکل میں دعوی کرنے کی توقع کی جاتی تھی، جو وہ کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ ایسی صورت میں، اس عدالت کے لیے اپیل گزاروں کو راحت دینے کے لیے آئین بھارت کے آرٹیکل 136 کے تحت اپنی صوابدید کا استعمال کرنا مناسب نہیں ہوگا۔

جواب دہندگان کی جانب سے درخواست کردہ عرضیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم دعویداروں کو عدالت عالیہ کے سامنے سود کا دعوی کرنے کا موقع دینے کے لیے معاملہ عدالت عالیہ کو بھیج سکتے تھے۔ تاہم، یہ صرف ایک رسمی بات ہوگی کیونکہ سندر میں طے شدہ قانون کو مدنظر رکھتے ہوئے، عدالت عالیہ دفعہ 23(1اے) کے تحت قابل ادائیگی اضافی رقم اور ایکٹ کے دفعہ 23(2) کے تحت قابل ادائیگی سود پر سود دینے کا پابند ہے۔ مزید برآں، ان رقوم پر سود کی منظوری نتیجہ خیز اور خودکار ہوتی ہے اور اس میں صرف ریاضی کا حساب ہوتا ہے نہ کہ عدالتی ذہن کا اطلاق یا عدالتی معاوضہ کا استعمال۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اپیل گزاروں کو عدالت عالیہ کے سامنے ایسا دعوی کرنا چاہیے تھا، یہاں تک کہ ریاست کی طرف سے پیش کردہ اپیلوں میں بھی۔ لیکن اپیل گزاروں کے ساتھ انصاف کے ساتھ یہ تسلیم کیا جانا چاہیے کہ عدالت عالیہ کے سامنے اپیلوں کے زیر التواء

ہونے کے دوران پریم ناتھ کپور میں طے شدہ قانون نے اس معاملے کو برقرار رکھا اور اس لیے ان کے لیے سود کا دعوی کرنا بے سود ہوتا۔ دعویدار عدالت عالیہ کے سامنے اس طرح کی درخواست دائر کر سکتے تھے اگر سندر میں فیصلہ اس وقت سنایا جاتا جب عدالت عالیہ کے سامنے اپیلیں زیر التوا تھیں۔ بدقسمتی سے، وہ ایسا نہیں کر سکے کیونکہ سندر میں فیصلہ اور ریاست کی طرف سے عدالت عالیہ کے سامنے پیش کی گئی اپیلوں میں متنازعہ فیصلہ اسی دن سنایا گیا تھا۔ ان حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے، جو اس معاملے کے لیے مخصوص ہیں، ہم اپیل گزاروں کی طرف سے پیش کردہ اپیلوں کو انصاف کے مفاد میں ایک خصوصی معاملہ کے طور پر منظوری دینے پر راضی ہیں۔

اس کے مطابق، ہم یہ مانتے ہیں کہ اپیل کنندگان حصول اراضی کے قانون کی دفعہ 23(1اے) اور دفعہ 23(2) کے تحت انہیں ادا کی جانے والی اے رقوم پر سود کے حقدار ہیں۔ ہم کلکٹر کو ہدایت دیتے ہیں کہ وہ قابل ادائیگی سود کا حساب لگائیں اور مزید تاخیر کے بغیر اپیل گزاروں کو ادا کریں۔ اس کے مطابق ان اپیلوں کی منظوری ہے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں۔

کے کے ٹی۔

اپیلوں کی منظوری ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2025.06.05 11:43
I am the author of this
document